

شرح مصابیح السنہ (ابن الملک) کے اسلوب و منہج کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Style and Methodology of Sharh al-Masabih al-Sunnah A research Review

Muhammad Habib Ahmed

M.Phil Scholar Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad

Email: mkeducationadviser@gmail.com

Dr Hafiz Muhammad Ramzan

Assistant Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad

Email: Muhammad.ramzan@myu.edu.pk

Abstract

Allah Almighty created man and arranged perfectly for his guidance. He was given a code of life in the form of the Holy Qur'an, which provides complete guidance in all aspects of life. Hadiths are important because without them the Qur'an does not make sense. They provide context to the verses in the Qur'an. So, Hadiths are essential to understand Islam. Also, Hadith and Sunnah is the 2nd main source of Islamic Law. Therefore, Muhadditheen, with their great effort, collected these hadiths and conveyed them to the Muslim Ummah. One of these collections of hadiths, is Imam Baghwi's book (Masabih al-Sunnah). A large number of interpretations of this book were written and annotations and notes were also written. One of them is (Sharh al-Masabih al-Sunnah). Muhammad bin Abdul Latif known as Ibn-ul-Malik al-Roomi, is the author of that interpretation. It is compiled in a very good manner and is consisted of six volumes. In it, the words of other commentators of ((Masabih al-Sunnah)) have been collected and the most useful lexical, syntactical, rhetorical and jurisprudential discussions have been mentioned in a very good manner. In this article the purpose of this research is to explain the style and characteristics of the Ahadiths of (Sharh al-Masabih al-Sunnah) in narrative and reasoned manner. In this, the author has clarified the difficult words of the holy Ahadiths. He also discussed the lexical, syntactical, rhetorical and jurisprudential matters. Therefore, it was necessary to clarify its style and methodology so that the audience could understand the importance of the book.

Keywords: Hadiths, Masabih al-Sunnah, Sharh, Style, Manner, Observation

امام بغوی کی کتاب ((مصباح السنہ)) احادیث طیبہ کا ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ ہے جسے فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کی شروحات بھی مثالی ہیں بالخصوص ابن الملک رومی کی تالیف ((شرح مصابیح السنہ)) انتہائی عالیشان شرح ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملا علی قاری جیسے عظیم محدث نے بھی ((مشکاۃ المصابیح)) جو کہ ((مصباح السنہ)) کا مکملہ ہے، کی شرح کرتے ہوئے کثیر مقامات پر ابن الملک رومی کی ((شرح مصابیح السنہ)) سے استفادہ کیا ہے۔ کسی کتاب کو بآسانی سمجھنے کے لیے اس کے مؤلف کے اسلوب نگارش سے واقفیت انتہائی مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ ابن الملک کی ((شرح مصابیح السنہ)) کے اسلوب منہج پر کوئی باقاعدہ کام ہمیں نہیں ملا۔ اس مقالہ میں ابن الملک رومی کی ((شرح مصابیح السنہ)) کا اسلوب و منہج واضح کیا جائے گا تاکہ قارئین کو کتاب سمجھنے میں سہولت ہو۔

مصائب السنہ کا تعارف:

قرآن کریم کے بعد علوم اسلامیہ کا معتبر ترین ذریعہ احادیث رسول ﷺ ہیں۔ اس لیے علماء اسلام نے احادیث کی جمع و تدوین میں انتہائی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا اور امت محمدیہ کو انتہائی محنت و مشقت کے بعد احادیث طیبہ کا ایک عظیم ذخیرہ عطا کیا۔ انہی ذخائر میں سے ایک محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بن فراء بغوی (المتوفی 516ھ)⁽¹⁾ کی تالیف "مصائب السنۃ" بھی ہے۔ جس میں تقریباً پانچ ہزار احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ احادیث اس قدر معروف ہوا کہ محدثین نے کثیر تعداد میں اس کی شروحات لکھیں۔ ان شروحات میں علامہ تورپشتی کی "المیسر"، قاضی ناصر الدین بیضاوی کی "تحفۃ الابرار"، مظہر الدین زیدانی کی "المفتاح فی شرح المصابیح"، شمس الدین خلخالی کی "التنویر"، تقی الدین سبکی کی "ضیاء المصابیح"، شمس الدین محمد جزری کی "تصحیح المفتاح"، ابو عبد اللہ اسماعیل بن محمد کی "الاشرف الفقہاء"، ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم سلمیٰ کی "المنہج والنفاذ"، قطب الدین محمد ازبکی کی "تلفیقات المصابیح"، ابو ذر احمد بن ابراہیم حلبی کی "منہل الینایع"، عبد الرحمن بن خلیل کی "تنویر المصابیح" شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی شروحات لکھی گئیں۔⁽²⁾ ان شروحات میں سے چند ایک کے مصنفین کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

المیسر: یہ ابو عبد اللہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسن تورپشتی (متوفی 661ھ) کی تصنیف ہے۔ آپ اہل شیراز میں سے تھے اور ایک بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ مذہب میں امام اعظم ابو حنیفہ کے پیروکار تھے۔ علامہ تاج الدین سبکی نے ((طبقات الشافعیہ الکبریٰ)) میں آپ کے متعلق لکھا ہے۔ "رجل محدث فقیہ من اهل شیراز"⁽³⁾ ترجمہ: محدث اور فقیہ ہیں۔ اہل شیراز میں سے ہیں۔ بغدادی نے ((ہدیۃ العارفین)) میں آپ کی تصنیفات میں سے درج ذیل کو شمار کیا ہے۔

"من تصانیفہ تحفۃ السالکین فی التصوف فارسی، و تحفۃ المرشدين فی اختصار تحفۃ السالکین، مطلب الناسک فی علم المناسک، المعتمد فی المعتقد، المیسر شرح مصابیح السنۃ للبغوی"⁽⁴⁾

ترجمہ: ان کی تصنیفات میں سے تحفۃ السالکین تصوف میں (اور) فارسی (زبان میں)، تحفۃ المرشدين فی اختصار تحفۃ السالکین، مطلب الناسک فی علم المناسک، المعتمد فی المعتقد اور المیسر شرح مصائب السنۃ للبغوی ہیں۔

تحفۃ الابرار: یہ ابو الخیر قاضی ناصر بن عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی بیضاوی شیرازی کی تصنیف ہے۔ آپ ایک نہایت متقی عالم دین تھے۔ علوم شرعیہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ شیراز میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز تھے۔ علامہ تاج الدین سبکی نے "طبقات الشافعیہ الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ آپ کا علمی مقام یہ تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنی علمی وجاہت سے ایک مدرس کو مبہوت کر دیا اور اس سے متاثر ہو کر وزیر نے آپ کو قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز کر دیا تھا۔⁽⁵⁾

اور صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ شیخ محمد بن محمد الکھتائی کی ایک نصیحت سے متاثر ہو کر انہوں نے عہدہ قضاء کو ترک کر دیا اور تادم مرگ شیخ کی خدمت میں رہے۔ "فتاثر الامام البیضاوی من کلامه و ترک المناصب الدنیویۃ و لازم الشیخ الی أن مات و و صنف التفسیر بإشارة شیخه و لما مات دفن عند قبره" (6) ترجمہ: پس امام بیضاوی ان کے کلام سے متاثر ہوئے، دنیوی مناصب کو ترک کر دیا اور شیخ کی ملازمت اختیار کر لی، اپنے شیخ کے اشارے سے تفسیر لکھی اور جب فوت ہوئے تو انہی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ آپ کی تصنیفات میں سے اصول الدین میں "طوالع" اور "المصباح"، فقہ میں "الغایۃ القصوی"، اصول فقہ میں "المنہاج"، تفسیر میں "مختصر الکشاف" اور حدیث میں "شرح المصابیح" ہیں۔ (7) آپ کی سن وفات میں اختلاف ہے صاحب کشف الظنون نے دو اقوال نقل کیے ہیں۔ ایک 685 اور دوسرا 692 کا ہے۔

المفاتیح فی شرح المصابیح: یہ مظہر الدین حسین بن محمود بن حسین زیدانی کی تصنیف ہے۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے سن ولادت کا تذکرہ نہیں کیا البتہ سن وفات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ محدثین میں سے ہیں۔ کوفہ میں موجود صحراء "زیدان" کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو "زیدانی" کہا جاتا ہے۔ "من العلماء بالحديث. نسبتہ إلى صحراء زیدان بالکوفه. له كتب، منها" (المفاتیح فی شرح المصابیح للبغوی) (8) ترجمہ: علماء حدیث میں سے ہیں، آپ کی نسبت (زیدانی) کوفہ میں موجود صحراء "زیدان" کی وجہ سے ہے۔ ان کی کثیر تصانیف ہیں ان میں سے "المفاتیح فی شرح المصابیح" ہے۔ آپ نے المفاتیح 720 ہجری کو دو جلدوں میں مکمل کیا۔ جو چھ جلدوں میں وزارت الاوقاف و السجون الاسلامیہ کویت سے شائع ہوئی۔

التنویر: یہ شمس الدین محمد بن مظفر الدین خلّالی (متوفی 745ھ) کی تصنیف ہے۔ آپ خطیبی اور شافعی سے بھی مشہور ہیں۔ ابن عماد نے ((شذرات الذہب)) میں آپ کے بارے میں امام اسنوی کا قول نقل کیا ہے۔ "قال الأسنوي كان إماما في العلوم العقلية والنقلية ذا تصانيف كثيرة" (9) ترجمہ: اسنوی نے کہا: (وہ) علوم عقلیہ و نقلیہ میں امام اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔

آپ کی کتب میں سے مشہور "شرح المصابیح"، "مختصر ابن حاجب"، "مفتاح" اور "تلخیص" ہیں۔ آپ نے ارمینیہ کے اطراف میں "آران" میں 745 ہجری کے قریب وفات پائی۔

ضیاء المصابیح: یہ ابوالحسن علی تقی الدین سبکی کی تصنیف ہے۔ آپ کی ولادت "سبک العبید" گاؤں میں یکم صفر 683 ہجری کو ہوئی۔ یہ گاؤں مصر میں "سبک الضحاک" کے قریب واقع ہے۔ لہذا آپ سبکی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں شب دوشنبہ تین جمادی الاخری 756 ہجری میں ہوئی۔ آپ کو باب النصر قاہرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ ایک

کثیر التعداد مصنف تھے۔ آپ کے بیٹے ابو النصر تاج الدین سبکی نے ((طبقات الشافعیۃ الکبریٰ)) میں صفحہ ۱۳۸ تا ۳۳۸ پر آپ کے سوانح حیات اور علمی کارناموں کا بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے آپ کی تصنیفات کو نام بہ نام ذکر کیا ہے۔ ابن عماد نے ((شذرات الذہب)) میں آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ لکھی ہے۔ "وصنف نحو مائة وخمسين كتابا مطولا و مختصرا" (10) ترجمہ: اور (آپ نے) ۱۵۰ کے قریب کتابیں لکھیں (جن میں) مطول (بڑی کتب بھی) اور مختصر (چھوٹے رسائل بھی) ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں سے علم التفسیر میں ((تفسیر القرآن))، فقہ میں ((شرح المنہاج))، زیارۃ خیر الانام کے بارے کتاب ((شفاء السقام)) اور مختصر کتابوں میں سے ((لابد و آن)) ہیں۔

تصحیح المفاتیح (توضیح شرح المصابیح): یہ امام المقرئ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد جزری شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ 25 رمضان المبارک 751 ہجری کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ علم القرات میں ید طولیٰ کے مالک تھے۔ ابن عماد نے شذرات الذہب میں آپ کے بارے علامہ ابن حجر کا قول نقل کیا ہے۔ "قال ابن حجر وقد انتهت إليه ریاسة علم القرات فی الممالک" (11) ترجمہ: ابن حجر نے کہا: اسلامی ممالک میں علم القرات ان پر ختم ہو گیا۔ آپ نے قراء کے لیے "دار القرآن" کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جس میں علم القرات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا اور اس کی تعلیم بھی دی۔ آپ کی کتب میں سے "النشر فی القرات العشر" انتہائی معروف ہے جو علم القرات میں ہے۔ آپ نے ربیع الاول 833 ہجری کو "شیراز" میں وفات پائی اور اپنے بنائے ہوئے مدرسہ میں دفن ہوئے۔

تلفیقات المصابیح: محی الدین محمد بن قطب الدین محمد ازبغی رومی کی تصنیف ہے۔ آپ مذہب حنفی کے پیروکار تھے۔ ترکی میں "ازبغی" میں پیدا ہوئے اور "ادرہ" میں وفات پائی۔ ترکی فاضل ہیں اور ان کی تصانیف عربی زبان میں ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے "مرشد المتأہل"، "تعبیر الروایا"، "شرح مفتاح الغیب للقولی اور تلفیقات المصابیح فی شرح مصابیح السنہ للبعوی ہیں۔ آپ نے ۸۸۵ ہجری میں "ادرہ" میں وفات پائی۔ (12)

تنویر المصابیح فی شرح المصابیح: صاحب "کشف الظنون" نے اسے عبد الرحمن بن خلیل کی طرف منسوب کیا ہے لیکن عمر رضا کمالہ نے "معجم المؤلفین" اور شیرازی نے "شد الازار" میں اسے ارشد الدین ابو الحسن علی بن محمد بن علی النیریزی کی طرف منسوب کیا ہے۔ آپ بہت بڑے محقق اور علوم شرعیہ کے جامع تھے۔ ستر سال تک لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے۔ اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ شیرازی لکھتے ہیں۔ "العالم المحقق الوحيد جامع العلوم الشرعیة کان امام المسجد الجامع العتیق وخطیبه، افق الناس سبعین سنة ووعظهم بأبلغ المواعظ، ذا اخلاق حمیده و اوصاف مرضیة مشفقا علی الخلائق کلهم" (13) ترجمہ: عالم، محقق، یتا، علوم شرعیہ کے جامع، المسجد الجامع العتیق کے امام و خطیب تھے۔ ستر سال تک لوگوں کو فتویٰ دیا اور انہیں وعظ و

نصیحت کی، اچھے اخلاق اور پسندیدہ اوصاف کے مالک اور تمام مخلوقات پر شفقت کرنے والے تھے۔ ابو الوفاء اور عماد الدین ابو مقاتل مناویر بن فرکودہ دیلمی جیسے عظیم شیوخ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ آپ نے علوم حدیث کو سیکھا اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ آپ کی تصنیفات میں سے "مجمع البحرین" علم تفسیر میں، "تنویر المصابیح فی شرح المصابیح" علم حدیث میں اور "باکورة الطلب لأهل الأدب" ادبیات میں معروف ہیں۔ آپ نے شعبان 604ھ کو وفات پائی۔ شیرازی نے ((شد الاضرار فی حظ الأوزار)) صفحہ 372-376 پر آپ کے حالات کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب "شرح مصابیح السنہ" بھی انہی شروحات میں سے ایک ہے۔ جو کہا بن الملک محمد بن عبد اللطیف بن عبد العزیز الکرمانی الرومی الحنفی (متوفی 854ھ) کی تالیف ہے۔

مصابیح السنہ کے شارح کا تعارف: ابن الملک نویں صدی ہجری کے ایک بلند پایہ عالم دین ہو گزرے ہیں۔ آپ کا نام ابو عبد اللہ محمد بن عز الدین عبد اللطیف بن عبد العزیز بن امین الدین فرشتا (متوفی 854ھ) ہے۔ ابن الملک کے نام سے مشہور تھے۔ جیسا کہ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے۔⁽¹⁴⁾ آپ ایک عظیم حنفی فقیہ ہو گزرے ہیں۔ جیسا کہ علامہ زر کلی نے ((الاعلام)) میں ذکر کیا ہے۔⁽¹⁵⁾ تاش کبریٰ زادہ نے ((الشقائق النعمانیہ)) میں لکھا ہے کہ آپ کے والد محترم عز الدین عبد اللطیف بھی ایک متبحر عالم دین تھے۔

"کان عالما فاضلا ماهرا فی جمیع العلوم خصوصا العلوم الشرعیة"⁽¹⁶⁾ ترجمہ: وہ عالم و فاضل اور تمام علوم بالخصوص علوم شرعیہ میں ماہر تھے۔ آپ کی سن ولادت کے متعلق تاریخ خاموش ہے اور زر کلی کے علاوہ کسی نے سن وفات کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔ انہوں نے بھی صرف وفات ہی کا تذکرہ کیا ہے۔⁽¹⁷⁾

آپ کی کتب میں سے ((بحر الحکم)) جو کہ اخلاق سے متعلق ہے، ((روضۃ المتقین فی مصنوعات رب العالمین)) جو کہ مواعظ و عبادات سے متعلق ہے، ((شرح تحفة الملوک لزیں الدین الرازی)) جو کہ فروع کے بارے میں ہے۔⁽¹⁸⁾ ((شرح مصابیح السنہ)) اور ((شرح وقایۃ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ)) ہیں۔⁽¹⁹⁾ شرح مصابیح السنہ کا تعارف: یہ کتاب "ادارۃ الثقافۃ الاسلامیۃ قطر" سے دار النوادر میں شیخ نور الدین طالب کی نگرانی میں محققین کی ایک مخصوص کمیٹی کی تحقیق سے چار خطی نسخوں پر اعتماد کرتے ہوئے نشر ہوئی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن 1433ھ بمطابق 2012ء میں شائع ہوا جو میرے پاس سافٹ فارم میں موجود ہے۔ کتابت انتہائی عمدہ ہے۔ کتاب 6 جلدوں اور 4931 احادیث پر مشتمل ہے۔

- ❖ جلد اول 517 صفحات اور حدیث نمبر 1 سے 613 پر مشتمل ہے جس کے ابتداء میں مقدمہ التحقیق، مقدمہ المصنف اور مقدمہ المصابیح مذکور ہیں۔ بعد ازاں کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الطہارت اور کتاب الصلوٰۃ (پہلے گیارہ ابواب) اور ان کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- ❖ جلد دوم 571 صفحات اور حدیث نمبر 614 سے 1508 پر مشتمل ہے جس میں کتاب الصلوٰۃ (بقیہ حصہ)، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور ان کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- ❖ جلد سوم 608 صفحات اور حدیث نمبر 1509 سے 2414 پر مشتمل ہے جس میں کتاب فضائل القرآن، کتاب الدعوات، کتاب الحج، کتاب البیوع، کتاب النکاح (پہلے نو ابواب) اور ان کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- ❖ جلد چہارم 610 صفحات اور حدیث نمبر 2415 سے 3317 پر مشتمل ہے جس میں کتاب النکاح (بقیہ حصہ)، کتاب العتق، کتاب القصاص، کتاب الحدود، کتاب الامارۃ و القضاء، کتاب الجہاد، کتاب الصيد و الذبائح، کتاب الاطعمہ اور ان کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- ❖ جلد پنجم 610 صفحات اور حدیث نمبر 3318 سے 4258 پر مشتمل ہے جس میں کتاب اللباس، کتاب الطب و الرقی، کتاب الروایا، کتاب الادب، کتاب الرقاق، کتاب الفتن (پہلے پانچ ابواب) اور ان کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- ❖ جلد ششم 774 صفحات اور حدیث نمبر 4259 سے 4931 پر مشتمل ہے جس میں کتاب الفتن (بقیہ حصہ) اور اس کے ذیلی ابواب کی احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔
- کتاب میں کل 4931 احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ آخر میں فہارس عامہ دی گئی ہیں۔ جس میں اول احادیث نبویہ کی فہرست الف بائی ترتیب سے دی گئی ہے اور ساتھ ہی راوی کا نام، حدیث کا نمبر نیز جلد کا نمبر اور صفحہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ بعد ازاں مکمل کتاب یعنی چھ جلدوں کی فہرست اکٹھی دے دی گئی ہے۔
- مصابیح السنہ کی خصوصیات: اس میں ((مصابیح السنہ)) کے سابقہ شارحین جیسے امام بغوی، طبری، تورپشتی اور مظہری وغیرہ کا کلام تلخیص کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ بہت سی مفید چیزیں جو ان شروحات میں بکھری پڑی تھیں، ان کو یکجا کیا گیا ہے۔

شرح مصابیح السنہ کا اسلوب و منہج:

کتاب کی تقسیم ابواب بندی میں:

- ❖ امام بغوی کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ دیگر محدثین کی طرح ابواب بندی کرتے ہیں۔ ابن الملک نے بھی اسی منہج کو اپنایا ہے اور وہ بھی امام بغوی کی پیروی میں پہلے باب کا عنوان قائم کرتے ہیں، پھر احادیث کو ذکر کرتے ہیں اور بسا

اوقات باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً

○ "الكبائر: جمع كبيرة، وهي: السيئة العظيمة التي إثمها كبير، وعقوبة فاعلها عظيمة بالنسبة إلى ذنب ليس بكبيرة" (20) ترجمہ: کبائر: کبیرہ کی جمع ہے، اور یہ (کبیرہ) وہ عظیم برائی ہے جس کا گناہ زیادہ ہوتا ہے، اور اس کو کرنے والے کی سزا بھی زیادہ ہوتی ہے بنسبت اس گناہ (کے کرنے والے) کے جو کبیرہ نہ ہو (جو صغیرہ ہو)۔

فصلوں میں تقسیم:

❖ امام بغوی کا اسلوب یہ ہے کہ انہوں نے احادیث کو دو حصوں "صحاح" اور "حسان" میں تقسیم کیا ہے۔ "صحاح" میں وہ ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جنہیں شیخین یعنی امام بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی ایک نے ذکر کیا ہو اور "حسان" میں وہ ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جنہیں ان کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث جیسا کہ امام مالک، امام شافعی، دارمی، احمد بن حنبل، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ذکر کیا ہو۔ ابن الملک بھی امام بغوی ہی کی پیروی میں ہر باب کو دو فصلوں "من الصحاح" اور "من الحسان" میں تقسیم کرتے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث کی شرح میں ابن الملک کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے مکمل حدیث ذکر کرتے ہیں۔ پھر راوی کا نام ذکر کر کے اس حدیث کے ہر حصہ کی الگ الگ تشریح کرتے ہیں۔ مثلاً: "وقال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه". (21) ترجمہ: اور فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ ہوں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔"

○ "وعن عبد الله بن عمرو أنه قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "المسلم: أي: المسلم الكامل في إسلامه "من سلم المسلمون من لسانه ويده" بأن لا يتعرض لهم بما حرم من دمائهم وأموالهم وأعراضهم، وإنما خصَّ اللسان واليد لأن أكثر الإيذاء يحصل بهما".

○ "والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه"; يعني: المهاجر في الحقيقة من اجتناب عما نهى الله عنه؛ لأن فضله على الدوام، وفضل الهجرة من مكة كان في وقت" (22)

○ ترجمہ: اور حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مسلمان (اپنے اسلام میں کامل مسلمان) وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں (اس طرح کہ ان کے خون، اموال اور عزتیں جو اس پر حرام کی گئی ہیں، ان

سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ اور زبان اور ہاتھ کو خصوصیت کے ساتھ اس لیے ذکر کیا کہ اکثر اوقات ایذا رسانی انہی دو سے حاصل ہوتی ہے۔)

○ اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے (یعنی درحقیقت مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے اجتناب کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کی فضیلت دائمی ہے اور مکہ سے ہجرت کی فضیلت ایک وقت میں تھی۔

مذکورہ مثال میں شارح کا منہج واضح ہے کہ پہلے مکمل حدیث ذکر کی، پھر راوی کا نام ذکر کیا جو کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ہیں اور اس کے بعد حدیث کے ہر حصہ کی الگ تشریح کی۔

استنباط مسائل: ابن الملک صرف حدیث کے مفہوم ہی کو واضح نہیں کرتے بلکہ حدیث سے مسائل کا استنباط بھی کرتے ہیں۔

○ اگر حدیث کے مختلف اجزاء سے مختلف مسائل اخذ ہو رہے ہوں تو ہر حصہ کی تشریح کرتے ہوئے اس سے مستنبط مسئلہ بھی الگ طور پر اسی حصہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی حدیث ہے۔ "بینما نحن عند رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لا يرى عليه أثر السفر، --- الخ" (23)

❖ "إذ طلع علينا رجل" یعنی "اچانک ہمارے پاس ایک آدمی آیا" کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں۔
○ "يدلُّ على أن الملك يقتدر بقدرة الله تعالى على التشكل شكل البشر ليستأنس به القوم" (24)

○ ترجمہ: (حدیث کا یہ حصہ) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے شکل انسانی سے متشکل ہونے کی قدرت رکھتا ہے تاکہ لوگ اس سے مانوس ہوں۔

❖ "شديد بياض الثياب" یعنی "انتہائی سفید کپڑوں والا" کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں۔
○ "فيه إرشادٌ إلى استحباب النظافة بأبلغ الوجوه في مجالس السادات والعلوم، واستحباب البياض في الثياب" (25) ترجمہ: (حدیث کے) اس (حصہ) میں اس بات کی طرف فرمان (اشارہ) ہے کہ سادات اور علم کی مجلسوں میں انتہائی پاکیزگی اختیار کرنا اور سفید لباس پہننا مستحب ہے۔

❖ "شديد سواد الشعر" یعنی "انتہائی سیاہ بالوں والا" کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "وفيه إرشادٌ إلى أن العلم ينبغي أن يُطلب في عنفوان الشباب؛ لأن سواد الشعر يكون في زمان الشباب." (26) ترجمہ: (حدیث کے) اس (حصہ) میں اس بات کی طرف فرمان (اشارہ) ہے کہ علم جوانی کی حالت میں حاصل کرنا چاہیے کیونکہ بالوں کا سیاہ ہونا جوانی کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔

❖ "لا يُرى عليه أثر السفر" یعنی "اس پر سفر کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے" کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "فيه إشار إلى أن إزالة أثر السفر مقدم على حضور مجالس السادات" (27) ترجمہ: (حدیث کے) اس (حصہ) میں اس بات کی طرف فرمان (اشارہ) ہے کہ سادات کی مجلسوں میں حاضر ہونے سے پہلے سفر کے آثار کو زائل کرنا چاہیے۔

مذکورہ بالا روایت کے مختلف حصوں سے مختلف مسائل کا استنباط ہو رہا تھا تو شارح نے ہر ایک مسئلہ کو الگ طور پر حدیث کے اس حصہ کی تشریح کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔ مذکورہ بالا روایت سے شارح نے درج ذیل مسائل کا استنباط کیا۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے شکل انسانی کا روپ دھارنے کی صلاحیت رکھتا ہے تاکہ لوگوں کو انسیت حاصل ہو۔ سادات اور علم کی مجالس میں سفید کپڑے پہن کر اور انتہائی پاک صاف ہو کر جانا مستحب ہے۔ علم جوانی کی حالت میں طلب کرنا چاہیے۔ سادات کی مجالس میں حاضر ہونے سے پہلے سفر کے اثرات کو زائل کر لینا چاہیے۔

قرآن کریم سے استشہاد: احادیث کی تشریح کے دوران بسا اوقات قرآنی آیات سے استشہاد کرتے ہوئے معنی و مفہوم کو واضح کرتے ہیں اور اسے تقویت دیتے ہیں مثلاً: زکوٰۃ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وفي اللغة: "النماء والطهارة، فإن المال بإعطائها يزيد ويظهر صاحبها" (28)

○ قال الله تعالى: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا" (29) ترجمہ: اور لغت میں (زکوٰۃ) بڑھوتری اور پاکیزگی (سے عبارت) ہے۔ پس بیشک زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا ہے اور ادا کرنے والا بھی پاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجیے، اس سے انہیں خوب پاک اور صاف کیجیے۔ مذکورہ بالا عبارت میں شارح نے زکوٰۃ کے لغوی معنی یعنی پاکیزگی پر قرآن کریم کی سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۳ سے استشہاد کیا ہے۔

حذف سند اور تذکرہ راوی: امام بغوی نے ((مصابیح السنہ)) میں اختصار کے سبب روایت کی سند کو ذکر نہیں کیا بلکہ کئی مقامات پر کسی وجہ سے سند کے آخری راوی (صحابی) کا نام بھی ذکر نہیں کیا۔ شارح کا اسلوب یہ ہے

کہ وہ بھی سند کا التزام تو نہیں کرتے البتہ جہاں جہاں امام بغوی نے کسی وجہ سے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا وہاں پر اس کا ذکر کرتے ہیں، مثلاً

❖ ((باب المساجد ومواضع الصلاة)) میں بہت ساری احادیث میں امام بغوی نے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا۔ شارح

نے اس صحابی کا نام ذکر کر دیا ہے۔ مثلاً حدیث نمبر ۴۹۱ میں امام بغوی نے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا۔

○ وقال: "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، الخ" (30)

○ ترجمہ: اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے کہنا چاہیے، "اے اللہ! میرے

لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۔۔۔ الخ

1. شارح نے اسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

○ "وعن أبي سعيد أنه قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: إذا دخل

أحدكم المسجد فليقل: الخ" (31) ترجمہ: اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو

تو اسے کہنا چاہیے، "اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۔۔۔ الخ

❖ اسی طرح ((باب القراءة في الصلاة)) کی پہلی حدیث میں امام بغوی نے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا۔

○ قال رسول الله - صَلَّى الله عليه وسلم -: "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"

الخ (32) ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جس نے فاتحہ الكتاب نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ

ہوئی۔۔۔۔ الخ

2. شارح نے راوی کا نام ذکر کر دیا جو کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

○ "عن عبادة أنه قال: قال رسول الله صَلَّى الله تعالى عليه وسلم: لا صلاة لمن لم

يقرأ بفاتحة.... الخ" (33) ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "جس نے فاتحہ الكتاب (سورۃ الفاتحہ) نہ پڑھی تو اس کی

نماز نہ ہوئی۔۔۔۔ الخ

❖ بعض اوقات شارح بھی امام بغوی کی طرح حذف سند کے ساتھ ساتھ راوی کا نام بھی ذکر نہیں کرتے

اور صحابی کا نام ذکر کیے بغیر ہی روایت ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً: حدیث نمبر ۵۰۰ میں امام بغوی نے صحابی کا نام

ذکر نہیں کیا ہے۔

○ وقال - صلى الله عليه وسلم - : "أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنهَاكُمُ عَنْ ذَلِكَ"..... الخ (34)

○ ترجمہ: اور فرمایا: خبر ادا! پس تم قبور کو مسجدیں نہ بناؤ، میں تمہیں اس سے منع کیا تھا۔۔۔ الخ

3. شارح نے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

○ "أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ" : نہی - عليه الصلاة والسلام - أَمْتَهُ عَنْ الصَّلَاةِ فِي

..... الخ (35) ترجمہ: خبر ادا! پس تم قبور کو مسجدیں نہ بناؤ، نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو

مقبروں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔۔۔ الخ

علوم الحدیث کا بیان: حدیث کی صحیح معرفت اور اس سے کما حقہ استفادہ کے لیے علوم الحدیث کے بارے جاننا بھی انتہائی ضروری ہے اس لیے شارح حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بسا اوقات علوم الحدیث کے بیان کا بھی التزام کرتے ہیں۔

حدیث ضعیف کا حسان میں اندراج: اگر امام بغوی نے کسی حدیث کو ((حسان)) میں ذکر کیا اور اس پر ضعف کا حکم لگایا تو بعض اوقات اس کو حسان میں ذکر کرنے کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

❖ ثناء سے نماز کے افتتاح سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "ضعیف، قيل: ضعفه عند قليل من الصحابة، لكنه حديث حسن عالي الإسناد قوي عند أكثرهم، أخذ به عمر وعبد الله بن مسعود وغيرهما من فقهاء الصحابة، وذهب إليه الأجلة من العلماء، كأبي حنيفة وأصحابه، وسفيان الثوري وأحمد بن حنبل" (36)

○ ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اس کا ضعف بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ہے، لیکن یہ حدیث حسن ہے جس کی سند عالی ہے اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک قوی ہے۔ فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اسے لیا ہے اور اجل علماء جیسے کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ امام بغوی کا اس حدیث کو "حسان" کی فصل میں شامل کرنا اس وجہ سے ہے کہ یہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ضعیف نہیں نیز اس کی سند بھی مرتبہ علو کو پہنچی ہوئی ہے۔ مزید برآں یہ کہ اکابر فقہاء صحابہ اور امام اعظم و احمد بن حنبل جیسے عظیم فقہاء کا مذہب بھی اسی کے مطابق ہے۔

وجہ ضعف کا بیان: اسی طرح بعض اوقات روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں مثلاً

❖ نماز کے افتتاح ہی سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

○ (ضعیف)؛ "لأنه تفرد لإخراجه أبو عيسى لا غير" (37) ترجمہ: ضعیف ہے کیونکہ اس

حدیث کو نقل کرنے میں ابو عیسیٰ منفرد ہیں، ان کے علاوہ نے ذکر نہیں کی۔

مذکورہ بالا حدیث کی تشریح کے بعد اس کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی بیان کر دی کہ اس حدیث کو امام ترمذی کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کیا صرف ابو عیسیٰ ہی اسے نقل کرنے والے ہیں اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔

جرح کا بیان: راویوں کے حالات پر جرح و قدح بھی علم حدیث میں کلیدی حیثیت کی حامل ہے اس لیے

شارح بسا اوقات شارح علم جرح و تعدیل پر بھی بحث کرتے ہیں مثلاً

❖ ایک روایت میں "خشف" راوی کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت پر بحث کرتے

ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "والصحيح أنه موقوف على ابن مسعود، وخشف مجهول؛ أي: في روايته عن ابن

مسعود، كذا ذكره الخطابي. قال الشارح: إلا أن أحمد بن حنبل من جملة من

أخذ بحديث ابن مسعود، وهو من أعلام أصحاب الحديث، فلا يسع الخطابي

طعنه؛ فإنه أعلى رتبة منه، والراوي عن خشف في هذا الحديث زيد الطائي،

ويروي عنه أبو جعفر الطحاوي. قيل: والعجب من المؤلف كيف شهد بصحته

موقوفاً على ابن مسعود، ثم طعن في الذي يروي عنه"

○ ترجمہ: اور صحیح یہ کہ یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور "خشف" ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں مجہول ہے، خطابی نے اسی طرح ذکر کیا

ہے۔ شارح نے فرمایا: "مگر یہ کہ احمد بن حنبل ان محدثین میں سے ہے جنہوں نے حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے حالانکہ وہ حدیث کے اجل عالم ہیں۔ پس خطابی

کو ان پر طعن زنی کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ وہ ان کی نسبت اعلیٰ مرتبہ ہیں۔ اور اس حدیث میں

خشف سے روایت کرنے والے "زید طائی" ہیں اور ان سے "ابو جعفر طحاوی" بھی روایت

کرتے ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مؤلف پر تعجب ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر

موقوف ٹھہراتے ہوئے کیسے اس کی صحت کی گواہی دیتے ہیں اور پھر ان سے روایت کرنے

والے شخص پر طعن بھی کرتے ہیں۔

فقہی مسائل کا بیان: احادیث نبویہ چونکہ زندگی کے ہر معاملہ میں انسان کی رہنمائی کرتی ہیں۔ جہاں ان میں ادب معاشرت کی تعلیم موجود ہے تو وہیں اپنی زندگیوں کو شریعت کے مطابق گزارنے کے لیے کامل رہنمائی بھی۔ اس لیے شارح حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جہاں دیگر مسائل کو ذکر کرتے ہیں وہیں فقہی مباحث کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ حنفی ہونے کے سبب صرف فقہ حنفی کے بیان پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ تعصب سے بالاتر ہو کر ائمہ اربعہ کا مسلک بھی بیان کرتے ہیں اور کسی کے مسلک کا رد نہیں کرتے۔ مثلاً

❖ نماز میں دو سکتوں کے متعلق درج ذیل حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "عن سمرة بن جندب: أنه حفظ عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - سكتتين: سكتة إذا كبر، وسكتة إذا فرغ من قراءة:--- الخ" (38)

○ ترجمہ: سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کیے۔ ایک سکتہ (اس وقت) جب (وہ) تکبیر کہتے اور (دوسرا) سکتہ اس وقت جب وہ قرات سے فارغ ہوتے۔۔۔ الخ

○ وهاتان السكتتان سنة عند الشافعي وأحمد، والثانية مكروهة عند أبي حنيفة ومالك" (39)

○ ترجمہ: اور یہ دونوں سکتے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سنت ہیں، اور (جبکہ) امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک دوسرا سکتہ مکروہ ہے۔

4. مذکورہ عبارت میں شارح نے چاروں ائمہ کا مسلک بیان کیا ہے کہ امام شافعی و احمد کے نزدیک یہ دونوں سکتے سنت ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ و مالک کے نزدیک دوسرا سکتہ مکروہ ہے۔

❖ رکوع کے بعد تسبیح و تحمید کے متعلق درج ذیل حدیث کی تشریح کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "إذا صليتم فأقيموا صفوفكم، ---- وإذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: اللهم ربنا لك الحمد، يسمع الله لكم" (40) ترجمہ: جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں درست کرو، ----، اور جب (امام) کہے "سمع الله لمن حمد" تو تم "اللهم ربنا لك الحمد" کہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں (تمہاری پکار کو) سنے گا۔

○ "قال أبو حنيفة ومالك وأحمد: يكتفي الإمام بقوله: سمع الله لمن حمده، ولا يقول: ربنا لك الحمد؛ لأن القسمة بين الذكيرين تقطع الشراكة" (41) ترجمہ: ابو حنیفہ، مالک اور احمد نے فرمایا: "امام اپنے قول (سمع الله لمن حمده) پر ہی اکتفاء کرے گا اور وہ

(ربنا لك الحمد) نہیں کہے گا، کیونکہ دو ذکروں کے درمیان تقسیم ان میں مشارکت کو ختم کر دیتی ہے۔

اس عبارت میں بھی صرف مسلک حنفی ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی امام مالک اور احمد کا موقف بھی بیان کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شارح متعصب نہیں تھے ورنہ صرف فقہ حنفی کو ہی بیان کرتے یا پھر دیگر ائمہ کا مذہب بیان کر کے اسے دلائل سے رد بھی کرتے۔

❖ چونکہ خود حنفی ہیں اس لیے امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کو ترجیحاً بیان کرتے ہیں۔ مثلاً (فإذا قرأ فأنصتوا) کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں۔

○ "قال أبو حنيفة: لا يقرأ المأموم خلف الإمام، بل يسكت" (42) ترجمہ: ابو حنیفہ نے

فرمایا: "مقتدی امام کے پیچھے قرات نہیں کرے گا بلکہ خاموش رہے گا۔"

یہاں شارح نے امام اعظم کے مسلک کو ترجیحاً بیان کیا ہے اور بقیہ ائمہ کے مسلک کا ذکر نہیں کیا۔

❖ امام اعظم کے مسلک کو کبھی تو (قال أبو حنيفة)، کبھی (عند أبي حنيفة) اور کبھی (وعندنا) کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً تشہد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

○ "ويروى: نهى أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض؛ أي: قام في الصلاة"، بل ينهض على صدور قدميه من غير اعتماد على الأرض، وبه قال أبو حنيفة" (43)

○ ترجمہ: اور روایت کیا گیا ہے کہ اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں پر سہارا لے۔ یعنی (جب) نماز میں کھڑا ہو، بلکہ زمین پر سہارا لیے بغیر صرف پاؤں کے اگلے حصے پر (سہارا لیتے ہوئے) اٹھے۔

❖ اسی طرح "فصل في الاضحية" میں لکھتے ہیں۔

○ "وبهذا الحديث قال الشافعي ومالك وأحمد: المستحب للرجل أن يقول إذا ذبح أضحية: أضحي هذا عني وعن أهل بيتي، وكثرة هذا عند أبي حنيفة" (44)

○ ترجمہ: اور اسی حدیث کے مطابق امام شافعی، مالک اور احمد نے کہا ہے کہ آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب وہ قربانی (کا جانور) ذبح کرے تو کہے: "میں اسے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے ذبح کرتا ہوں، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔"

❖ یوں ہی درخت پر موجود تازہ کھجوروں کی، زمین پر موجود خشک کھجوروں کے ساتھ بیج کے متعلق فرماتے ہیں۔

○ "فهذا جائز، وبه قال الشافعي. وذلك لما روي: أن فقراء المدينة جاؤوا إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقالوا: يا رسول الله قد نهيت عن بيع الرطب بالتمر، وليس عندنا" (45) ترجمہ: یہ جائز ہے، اور امام شافعی نے بھی اسی کا قول کیا ہے، اور اس روایت کی وجہ سے ہے کہ مدینہ کے فقراء اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تازہ کھجوروں کی خشک کھجوروں کے ساتھ بیع سے منع فرما دیا ہے، اور ہمارے (احناف کے) نزدیک یہ جائز نہیں۔

فقہی اصطلاحات کا بیان: احادیث میں جہاں فقہی اصطلاحات استعمال ہوئی ہوں، شارح وہاں ان فقہی اصطلاحات کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ ان کے لغوی اور اصطلاحی معنی بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث جبریل میں "وتؤتي الزكاة" اور "وتصوم رمضان" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "وتؤتي الزكاة": أي: تعطيتها، وهي في الشرع: الطائفة من المال المزكى بها، وفي اللغة: النماء والطمارة- "وتصوم رمضان": أي: شهره، والصوم لغة: الإمساك مطلقاً، وشرعاً: الإمساك عن المفطرات الثلاثة من أول النهار إلى آخره مع النية" (46)

○ ترجمہ: "وتؤتي الزكاة" یعنی اسے عطا کرے۔ اور یہ شرع میں مال کا وہ حصہ ہے جس کے ذریعے مال کو پاک کیا جاتا ہے۔ اور لغت میں (اس کا معنی) بڑھوتری اور پاکیزگی ہے۔ "وتصوم رمضان" یعنی اس کے مہینے کے۔ اور "صوم" لغت میں، مطلقاً "امساك" یعنی رک جانا ہے، اور شریعت میں دن کی ابتداء سے اس کی انتہاء تک، نیت کے ساتھ "مفطرات ثلاثہ" (روزہ توڑنے والی تین چیزیں) سے رکنا ہے۔

مذکورہ عبارت میں زکوٰۃ اور صوم کی لغوی تعریفیں بھی بیان کیں اور ساتھ اصطلاحی معنی کو بھی واضح کیا۔

کلامی مباحث کا بیان: ابن الملک چونکہ ایک اجل عالم دین تھے اور علم الکلام پر بھی دسترس رکھتے تھے اس لیے حدیث کی تشریح کے ساتھ ساتھ کلامی مباحث کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ خود چونکہ اشاعرہ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے کلامی مباحث میں اشاعرہ کے نقطہ نظر کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات جیسے کلام، نظر، ید، وجہ، نزول وغیرہ اشاعرہ کے مذہب کے مطابق مختلف تاویلات کرتے ہیں۔ مثلاً

❖ اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے اور نظر کرنے کرنے کی تاویل بیان کرتے ہوئے درج ذیل حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

- "ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم" ---- الخ (47) ترجمہ: تین (لوگ) ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا۔
- "ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة"؛ أي: كلام الرضا، "ولا ينظر إليهم؛ أي: لا يلطف بهم" (48) ترجمہ: تین (لوگ ایسے) ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا یعنی کلام رضا، اور نہ ہی ان کی طرف نظر کرے گا یعنی ان کی طرف نگاہ لطف نہیں فرمائے گا۔

یہاں شارح نے کلام اللہ کو حقیقی معنی میں نہ لیا بلکہ اس کی تاویل کی اس سے مراد "کلام رضا" لیا، اسی طرح نظر کا بھی حقیقی معنی مراد نہیں لیا بلکہ اس کی بھی تاویل کرتے ہوئے اسے "لطف" سے تعبیر فرمایا۔

نسبتوں کا بیان: ابن الملک تشریح کے دوران نسبتوں کے بیان کا بھی التزام کرتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی شخص کسی شہر وغیرہ کی طرف منسوب لفظ ہو تو اس کی نسبت کو بھی بیان کرتے ہیں مثلاً

- ❖ امام بخاری کی نسبت "جعفی" اور امام مسلم کی نسبت "قشیری" کے متعلق بیان کیا۔
- "الجعفي؛ أي منسوب إلى جعفة، وهي اسم بلد، وفيها مولده. وقيل: الجعف حَيٌّ من اليمن. القشيري أي: منسوباً إلى قشِير، وهو اسم قبيلة" (49) ترجمہ: الجعفی؛ یعنی جعفی کی طرف منسوب ہے، اور یہ شہر کا نام ہے، اور اسی میں ان کا مقام ولادت ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ "جعف" یمن کی ایک بستی ہے۔ القشیری؛ یعنی قشیر کی طرف منسوب ہے اور یہ قبیلہ کا نام ہے۔

مشکل الفاظ کے تلفظ کا بیان:

- ❖ دوران مطالعہ احادیث بعض ایسے الفاظ بھی آتے ہیں جن کے تلفظ کی ادائیگی ہر خاص و عام کے لیے آسان نہیں ہوتی۔ ابن الملک ایسے الفاظ کو پڑھنا مشکل ہو ان کا تلفظ بھی واضح کرتے ہیں۔ مثلاً
5. (مؤخرۃ) کا تلفظ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
- "وهي بضم الميم وسكون الهمزة وكسر الخاء" (50) ترجمہ: اور یہ میم کے ضم، ہمزہ کے سکون اور خاء کے کسرہ کے ساتھ ہے

لغوی و مرادی معنی کا بیان:

- ❖ حدیث میں بعض اوقات ایسے الفاظ بھی آتے ہیں جن کا معنی سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ ابن الملک ایسے مشکل الفاظ کا لغوی اور مرادی معنی بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً (أبطلح) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "مسيلٌ واسع فيه رفاق الحصى لغَةً، وهنا علم للمسيل الذي ينتهي إليه السيل من وادي منى" (51) ترجمہ: لغوی طور پر یہ ایک وسیع بہاؤ ہے جس میں کنکروں کی آمیزش ہو۔ اور یہاں یہ اس مسیل کا نام ہے جہاں وادی منی میں پانی جا کر ختم ہوتا ہے۔

ضمائر کے مرجع کا بیان:

- ❖ کلام میں موجود ضمیروں کے مرجع کو صحیح طرح جانے بغیر کلام کے صحیح مفہوم کو سمجھنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے شارح تشریح کے دوران ضمائر کا مرجع بھی بیان کرتے ہیں، تاکہ کلام کا کماحقہ فہم حاصل ہو سکے۔ مثلاً
- "وربما سَمَّيْتُ فِي بَعْضِهَا"؛ أي: بعض الأحاديث (52) ترجمہ: اور بسا اوقات ان میں سے بعض میں نام بھی ذکر کرتے ہیں، یعنی بعض احادیث میں۔
- 6. یہاں (بعضہا) میں (ہا) ضمیر کا مرجع بتا دیا کہ یہ (الأحاديث) کی طرف راجع ہے۔

متعلقات کا بیان:

- ❖ ضمائر کے مرجع کی طرح جار مجرور اور ظروف کے متعلقات کو جاننا بھی تفہیم کلام میں بہت زیادہ مدد و معاون ثابت ہوتا ہے اس لیے شارح دوران تشریح متعلقات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔
- "الصحابي الذي يرويه عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - لمعنى: متعلق بـ (سميت)۔ (53) ترجمہ: صحابی (کا نام ذکر نہیں کرتے) جو اسے (روایت) کو اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کرتا ہے، کو کسی معنی کی وجہ سے (ذکر نہیں کرتے)، یہ (لمعنى) سمیت کے متعلق ہے۔
- ❖ یہاں (لمعنى) کے بارے میں بتا دیا کہ مرکب جاری (سمیت) کے متعلق ہے۔
- تراکیب نحوی کا بیان: شرح کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ شارح علوم صرف و نحو میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ احادیث میں جہاں عبارت کی تفہیم مشکل ہو تو تراکیب نحوی بیان کر کے اس کی تفہیم کو آسان بنانے کی بھرپور سعی کرتے ہیں۔ پہلی حدیث کی تشریح پڑھنے سے ہی شارح کی علوم صرف و نحو پر دسترس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے مثلاً
- ❖ پہلی حدیث میں "بینما" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ " (بینما) ظرف ك (وسط) في زمان أو مكان حسب المضاف إليه، وإذا قُصِدَ إضافة (بين) إلى أوقات مضافة إلى جملة، حذف الأوقات، وعَوِضَ عنها الألف أو (ما)، فيقال: (بينما) منصوب المحل، والعامل فيه معنى المفاجأة التي تضمنه (إذ) في قوله: "إذ طلع علينا رجل" (54) ترجمہ: (بینما) ظرف ہے جیسا کہ (وسط) کا لفظ، یہ مضاف الیہ کے اعتبار سے یا تو ظرف زمان ہے یا پھر ظرف مکان، اور جب (بین) کو ایسے اوقات

کی طرف مضاف کرنے کا قصد کیا گیا جو کہ جملہ کی طرف مضاف ہیں تو اوقات کو حذف کر دیا گیا اور اس کے بدلے میں (الف) یا (ما) لگا دیا گیا۔ پس (بینما) کہا گیا۔ یہ محلا منصوب ہے، اور اس میں عامل مفاعلات کا معنی ہے جسے "إذ طلع علينا رجل" میں (إذ) کا کلمہ متضمن ہے۔

❖ حدیث "بني الإسلام على خمس: شهادة----الخ" (55) کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "بني الإسلام على خمس أي: خمس خصال"، شهادة" بالجبر بدل عن (خمس)، وبالنصب

بتقدير أعني، وبالرفع خبر مبتدأ محذوف؛ أي: فهي شهادة" (56) ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ پر ہے

یعنی پانچ خصلتوں پر "شهادة" جر کے ساتھ "خمس" سے بدل ہے، اور نصب کے ساتھ ہے "أعني" کی

تقدیر سے، اور رفع کے ساتھ، مبتداء محذوف کی خبر ہے، یعنی "فهي شهادة"

مذکورہ بالا عبارت میں شارح نے مختلف چیزوں کو واضح کیا ہے۔ "خمس" میز کی تمیز محذوف ہے جو کہ "خصال" کا لفظ ہے۔

"شهادت" کے لفظ کو تین طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ جر کے ساتھ "خمس" کے کلمہ سے بدل بناتے ہوئے، نصب کے ساتھ اس وقت اس سے پہلے "أعني" فعل مقدر ہوگا، رفع کے ساتھ مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر اور وہ "هي" ہے۔

تعلیل صرئی کا بیان: شارح تراکیب نحوی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اگر کسی صیغہ میں تعلیل ہوئی ہو تو اس میں واقع

ہونے والی تعلیل صرئی کو بھی بیان کرتے ہیں مثلاً

❖ لفظ "ملائكة" میں واقع ہونے والی تعلیل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

○ "وملائكته، جمع: ملك، أصله: مَأْلَكٌ من (الألوكة)، وهي الرسالة، فُقِدَ اللَّامُ على

الهمزة، فصار (مَلَأَكًا)، ثم حُذِفَت الهمزة لكثرة الاستعمال، وإذا جُمِعَ زُدَّت، والثناء

لتأكيد الجمع" (57) ترجمہ: (وملائكته)۔۔۔ ملائکہ (ملک) کی جمع ہے۔ اس کی اصل

(مَأْلَكٌ) ہے جو کہ (الألوكة) سے ماخوذ ہے، اور اس سے مراد "رسالہ" ہے، پس "لام" کو

"ہمزہ" پر مقدم کیا گیا تو یہ (مَلَأَكًا) ہو گیا۔ پھر "ہمزہ" کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا

گیا، جب اسے جمع بنایا گیا تو "ہمزہ" واپس لوٹ آیا، اور "ثناء" جمع کی تاکید کے لیے ہے۔

بلاغت کا بیان: شارح بلاغت میں بھی کمال مہارت کے حامل تھے اس لیے احادیث کی تشریح کرتے ہوئے بلاغی

مباحث کو بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً

- حدیث جبریل کی تشریح میں (جلس) کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حقیقی معنی میں مستعمل نہیں بلکہ مجازی معنی یعنی قرب میں مستعمل ہے جس پر مابعد (الی) کا قرینہ دلالت کر رہا ہے۔
- "جلس بمعنی: قرب بقرینۃ إلی" ای: حتی قرب إلی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم -؛
- ای: جلس بقرینہ" (58) ترجمہ: (جلس) قرب کے معنی میں ہے (الی) کے قرینہ کی وجہ سے۔ یعنی وہ نبی ﷺ کے قریب ہوئے، یعنی وہ ان کے قرب میں بیٹھ گئے۔
- درج ذیل حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
- "ومن یکرہ أن یعود فی الکفر بعد إذ أنقذہ اللہ منه کما یکرہ أن یلقى فی النار" (59)
- "کما یکرہ أن یلقى فی النار" وفيہ تنبیہ علی أن الکفر کالنار، وهو كذلك لأنه جاز إليها، فباعتبار عدم کونه نارا حقيقة جعله مشبها وجعل النار الحقيقية مشبها بها؛ إذ العود إليه كالإلقاء فيها؛ لأن عاقبة الکفار دخول النار" (60)
- ترجمہ: (جو کفر میں لوٹنا، ناپسند کرتا ہو بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بچالیا) جیسا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ کفر بھی آگ ہی کی طرح ہے اور وہ اسی طرح ہے، پس اس کے حقیقتاً آگ نہ ہونے کی وجہ سے اسے مشبہ بنایا اور حقیقی آگ کو مشبہ بنایا۔ کیونکہ کفر کی طرف لوٹنا، آگ میں پھینکے جانے کی طرح ہی ہے، اس لیے کہ کفار کا انجام آگ میں ہی داخل ہونا ہے۔
- مذکورہ حدیث میں کفر کو آگ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے شارح نے اس تشبیہ کی وضاحت کر دی اور فرمایا کہ کفر کو مشبہ اس وجہ سے بنایا گیا ہے کیونکہ یہ درحقیقت آگ نہیں، اور "نار" چونکہ حقیقتاً آگ ہے اس لیے اسے مشبہ بنایا، کیونکہ اصول یہ ہے کہ مشبہ بہ میں وجہ شبہ، مشبہ کی نسبت زیادہ قوی ہونی چاہیے۔
- اسی طرح ایک اور حدیث میں "ذاق طعم الإیمان" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
- "ذاق طعم الإیمان، أثبت للإیمان طعما بطريق الاستعارة وذكر الذوق الذي هو يلائم المستعار منه؛ فالاستعارة ترشيفية؛ أي: وجد الإیمان" (61)
- ترجمہ: "اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا، ایمان کے لیے استعارہ کے طور پر ذائقہ ثابت کیا اور لفظ ذوق ذکر کیا جو کہ مستعار منہ کے مناسب ہے پس استعارہ "ترشيفية" ہے۔ یعنی (اس نے) ایمان پالیا۔ یہاں شارح نے "ذاق طعم الإیمان" میں موجود استعارہ کی وضاحت کی ہے کہ ایمان کے

لیے ذائقہ کو ثابت کرنا بطریق استعارہ ہے۔ نیز چونکہ یہاں مستعار اور مستعار منہ کے درمیان کمال مناسبت موجود ہے اس لیے یہ استعارہ "استعارہ ترشیحہ" کہلائے گا۔

خلاصہ بحث:

الغرض ابن الملک رومی کی کتاب ((شرح مصابیح السنہ)) انتہائی مفید کتاب ہے۔ یہ مصابیح السنہ کی شروحات میں سے سب سے جامع ترین شرح ہے جس میں مختلف شارحین کے کلام کی تلخیص پیش کی گئی ہے۔ بے شمار مفید بحثوں پر مشتمل ہے۔ صرف، نحو، بلاغت، فقہ، کلام ہر ایک موضوع پر مفید علمی بحثوں کا خزانہ ہے۔ مختلف علمی بحثوں کے ذریعے عبارت کی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے۔ تشریح کے دوران اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کہیں کوئی گوشہ مخفی نہ رہ جائے۔ ہر پہلو پر بڑے خوبصورت انداز میں مفید علمی بحث کی گئی ہے۔ نہ صرف فقہ حنفی بلکہ دیگر ائمہ ثلاثہ کے مذاہب کو بھی غیر متعصبانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ شرح کے مطالعہ سے شارح کی علمی وجاہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ گویا شارح بیک وقت علوم صرف و نحو اور بلاغت و فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ یہ شرح متلاشیان علم حدیث کے لیے ایک بیش بہا علمی ذخیرہ ہے۔

حوالہ جات

- 1- ابو محمد حسین بن مسعود بن فراء بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) اپنے زمانے کے بہت بڑے متبحر عالم ہو گزرے ہیں۔ "اعلام السنۃ" میں "امام ذہبی" نے آپ کو "الشیخ الامام، القدوة الحفاظ، شیخ الاسلام اور محی السنہ" جیسے القابات سے ملقب کیا ہے۔ امام تاج الدین سبکی نے "طبقات الشافعیہ" میں آپ کے بارے لکھا ہے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ میں عالی قدر و منزلت کے حامل تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے "شرح السنہ، معالم التنزیل، المصابیح، کتاب التہذیب فی المذہب وغیرہ" جیسی عظیم کتب ہیں۔
- 2- مصطفیٰ بن عبد اللہ حاجی خلیفہ (1067ھ)، کشف الظنون (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، 2: 1702-1698۔
- 3- ابو النصر تاج الدین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکانی سبکی (771ھ)، طبقات الشافعیہ الکبری (مصر: فیصل عیسی البابی الحلبی، 1383ھ)، 8: 349۔
- 4- اسماعیل پاشا بغدادی (1339ھ)، ہدیۃ العارفین (استنبول: مؤسسۃ التاریخ العربی، 1951ء)، 1: 821۔
- 5- عمر رضا کمالہ (1408ھ)، معجم المؤلفین (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، 8: 74۔
- 6- سبکی، نفس مصدر، 8: 158۔
- 7- حاجی خلیفہ، نفس مصدر، 1: 187۔
- 8- سبکی، نفس مصدر، 8: 157۔
- 9- خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس زر کلی دمشقی (1396ھ)، الأعلام (بیروت: دار العلم للملایین، 2002ء)، 2: 259۔

- ⁹ - ابو الفلاح شہاب الدین عبدالحی بن احمد بن محمد دمشقی معروف بابن العماد (1089ھ)، *شذرات الذهب* (بیروت: دار ابن کثیر، 1413ھ)، 251:8۔
- ¹⁰ - ابن العماد، *نفس مصدر*، 309:8۔
- ¹¹ - ابن العماد، *نفس مصدر*، 298:9۔
- ¹² - زرکلی، *نفس مصدر*، 50:7۔
- ¹³ - معین الدین ابو القاسم جنید بن محمود بن محمد بن عمر عمری شیرازی (بعد 740ھ)، *شذرات الذهب فی حط الاوزار* (طهران: مطبعة المجلس، 1368ھ)، 372:1۔
- ¹⁴ - حاجی خلیفہ، *نفس مصدر*، 1701:2۔
- ¹⁵ - زرکلی، *نفس مصدر*، 217:6۔
- ¹⁶ - تاشکیری زادہ (968ھ)، *الشعانی النعمانیہ* (بیروت: دار الکتاب العربی، 1395ھ)، 30۔
- ¹⁷ - زرکلی، *نفس مصدر*۔
- ¹⁸ - بغدادی، *نفس مصدر*، 198:2۔
- ¹⁹ - زرکلی، *نفس مصدر*۔
- ²⁰ - ابن الملك محمد بن عبد اللطیف بن عبد العزیز کرمانی رومی حنفی (854ھ)، *شرح مصابيح السنة* (قطر: ادارة الثقافة الاسلامیة، 1433ھ)، 70:1۔
- ²¹ - ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (256ھ)، *الجامع الصحیح المختصر* (بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ)، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، 13:1، رقم: 10۔
- ²² - ابن الملك، *نفس مصدر*، 30:1۔
- ²³ - ابو حسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری (261ھ)، *جامع صحیح المسمی صحیح مسلم* (بیروت: دار الحیئل)، باب معرفت الایمان والاسلام والتقدیر، 28:1، رقم: 102۔
- ²⁴ - ابن الملك، *نفس مصدر*، 20:1۔
- ²⁵ - *نفس مصدر*۔
- ²⁶ - *نفس مصدر*۔
- ²⁷ - ابن الملك، *نفس مصدر*۔
- ²⁸ - *نفس مصدر*، 23:1۔
- ²⁹ - القرآن، 103:9۔
- ³⁰ - محی السنہ رکن الدین ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد فراء بغوی (516ھ)، *مصباح السنة* (بیروت: دار المعرفہ، 1407ھ)، 283:1۔

- بخاری، باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين، 1:170، رقم: 433۔
- 31 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:426۔
- 32 - بغوي، نفس مصدر، 1:319۔
- بخاری، نفس مصدر، باب وجوب القراءة للامام والمأموم في الصلوة، 1:263، رقم: 723۔
- 33 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:492۔
- 34 - بغوي، نفس مصدر، 1:285۔
- مسلم قشيري، نفس مصدر، باب النبي عن بناء المسجد على القبور، 2:67، رقم: 1216۔
- 35 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:430۔
- 36 - نفس مصدر، 1:489۔
- 37 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:504۔
- 38 - ابو داؤد سليمان بن اشعث سجتاني (275ھ)، سنن أبي داؤد (بيروت: دار الفكر، س ن)، كتاب الطهارة، باب السكينة عند الافتتاح، 1:206، رقم: 777۔
- 39 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:491۔
- 40 - مسلم قشيري، نفس مصدر، باب التشهد في الصلوة، 2:14، رقم: 931۔
- 41 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:496۔
- 42 - نفس مصدر۔
- 43 - نفس مصدر، 2:27۔
- 44 - نفس مصدر، 2:261۔
- 45 - ابن الملك، نفس مصدر، 3:415۔
- 46 - نفس مصدر، 1:23۔
- 47 - ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي (303ھ)، سنن النسائي (حلب: مكتب المطبوعات الاسلاميه، 1406ھ)، باب المنفق سلعة بالحلف الكاذب، 7:245، رقم: 4458۔
- 48 - ابن الملك، نفس مصدر، 3:491۔
- 49 - نفس مصدر، 1:11۔
- 50 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:461۔
- 51 - نفس مصدر، 1:459۔
- 52 - ابن الملك، نفس مصدر، 1:10۔
- 53 - ابن الملك، نفس مصدر۔

- ⁵⁴ - ابن الملک، نفس مصدر، 1:20۔
- ⁵⁵ - ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (279ھ)، الجامع الصحیح سنن الترمذی (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ھ)، باب ما جاء بنی الاسلام علی خمس، 4:301، رقم: 2609۔
- ⁵⁶ - ابن الملک، نفس مصدر، 1:28۔
- ⁵⁷ - نفس مصدر، 1:21۔
- ⁵⁸ - نفس مصدر، 1:21۔
- ⁵⁹ - بخاری، نفس مصدر، باب من کره أن یعود فی الکفر۔، 1:16، رقم: 21۔
- ⁶⁰ - ابن الملک، نفس مصدر، 1:32۔
- ⁶¹ - ابن الملک، نفس مصدر، 1:32۔